2/9

باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ ایک شخص پتھر کا کاروبار کر رہا ہے بلوچستان سے پتھر لاکر مارکیٹ میں دیتا ہے مارکیٹ والے پتھر خریدتے وقت بعض اوقات انہیں چیک یا انعامی بونڈز یا ٹریول چیک دیتے ہیں۔ چیک یا انعامی بونڈز کیش کرانے کی تاریخ میں کبھی کبھار دیر ہوتا ہے اور انکو جلدی جانے کیلئے یا ضروری سامان خریدنے کیلئے فوری رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور مارکیٹ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو چیک وغیرہ لیکر کچھ کٹوتی کرکے باقی انکو رقم دیتے ہیں انکا کاروبار یہی ہے۔

30000   29400

مثلاً اگر تیس ہزار کا چیک ہے تو انتیس ہزار چار سو چیک مالک کو دیتے ہیں اور چھ سو (600) روپے اپنے لیے یہ کہہ کر کاٹتے ہیں کہ ہم چیک کیش کرانے بینک جاتے ہیں تو ٹیکسی کرایہ کا ہم پر خرچہ آتا ہے۔

المستفتی محمد اشرف
فاضل جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی

پوچھنا یہ ہے کہ مندرجہ بالا صورت مذکورہ سود کے حکم میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

الجواب ـــــ حامداً ومصلیاً

انعامی بونڈ یا ٹریولرز چیک اسکی اصل قیمت سے کم یا زیادہ پر خریدنا یا بیچنا جائز نہیں ہے، لہذا صورت مسئولہ میں تینتیس ہزار کا چیک انتیس ہزار چار سو روپے میں بیچنا جائز نہیں ہے، یہ معاملہ شرعاً سود کے زمرے میں آتا ہے جو کہ حرام ہے اور اس سے بچنا لازم ہے

ـــــ البتہ اس معاملہ میں اگر تھوڑی سی تبدیلی کی جائے تو درست ہوسکتا ہے، وہ اس طرح کہ ؛ اگر پتھر لانے والا چیک کیش کرانے والے شخص کو بینک سے مذکورہ رقم وصول کرنے کا وکیل بنا دے اور اس وکالت پر اس شخص کو کچھ اجرت بھی متعین کرکے دیدے، اس کے بعد نئے معاملہ کے ذریعہ پتھر لانے والا شخص چیک کیش کرانے والے سے چیک پر لکھی ہوئی رقم کے بقدر قرض لے لے اور چیک کیش کرانے والے کو اسکا اختیار دیدے کہ جب بینک سے اس چیک کے عوض رقم وصول ہوجائے تو وہ اس رقم سے اپنا قرض وصول کرلے، اس طرح یہ دو معاملات علیحدہ علیحدہ ہوجائیں گے، اور اسطرح معاملہ کرنے کی شرعاً گنجائش ہوگی۔

بحوث فی قضایا فقهیه معاصرة (احکام البیع بالتقسیط ص۲۰)

إن خصم الكمبيالة بهذا الشكل غير جائز شرعاً إما لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين أو لأنه من قبيل بيع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة وحرمته منصوصة في احاديث ربا الفضل.

ولكن هذه المعاملة يمكن تصحيحها بتغيير طريقها فذلك أن يُوكل صاحب الكمبيالة البنك باستيفاء دينه من المشتري (وهو مُصدِر الكمبيالة) ويدفع إليه أجرة على ذلك، ثم يستقرض منه مبلغ الكمبيالة، ويأذن له أن يستوفي هذا القرض مما يقبض من المشتري بعد نضج الكمبيالة،

فتكون هناك معاملتان مستقلّتان: الاولى معاملة التوكيل باستيفاء الدين بالاجرة المعينة والثانية: معاملة الاستقراض من البنك، والإذن باستيفاء القرض من الدين المرجو حصوله بعد نضج

جاری . . . .

Scanned by CamScanner

الکمبیالة، فتصح کلتا المعاملتین علی أسس شرعیة
أما الاولی فلکونها توکیلا بالأجرة، فذلک جائز
وأما الثانیة: فلکونها استقراضا من غیر شرط زیادة
وهو جائز ایضا اهـ ــــ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۷-۶-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۲۷-۶-۱۴۲۱ھ

Scanned by CamScanner